

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ وَسَلِّمْ

اِنَّ يَغْفِرُ مَا بَقِيَ مِنْ غَيْرِ مَا بَارَكَ لَهُم

اِنَّ اَدَى الْقَدَرِ

Digitized by Khilafat Library

پیشگی قیمت سالانہ

چونکہ اگر آئی سپاہ قادیان اور اپنی شفا میں غرض کار کا رہی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تالپوری

خواص و مسامحین سے
ہندوستان سے باہر
غیر خاصہ والوں سے
اپنی جماعت کے غیر متعلق
دس روپے کم آمدنی دے کر ان کو

نمبر ۳۰۹۲۹ دارالامان قادیان مورخہ ۱۳- اگست - ۱۹۱۸ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں

اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذہب

{ وہ عظیم الشان لیکن جو حضرت مسیح موعود نے
مہر تبت کے قیام کو بقام لاہور دیا۔ ایڈیٹر }

اول میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ایسی
پُر امن گورنمنٹ کے سایہ میں جگہ دی ہے جو میں
اپنے مذہبی اشاعت سے نہیں روکتی اور اپنے عقائد
اور دائرہ فکری سے ہر ایک کا مشاہدہ جاری رہا ہے
دور کرتی ہے سو ہم خدا کے شکر کے ساتھ اس گورنمنٹ
کا بھی شکر کرتے ہیں +
بعد اس کے کہ میں مسیح موعود کے سامعین اس وقت
میں اون مذہبوں کی نسبت جو اس ملک میں پائے
جاتے ہیں کہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور جہاں
میں مجھے طاقت ہے میں تہذیب کی رعایت سے
بات کر دیتا ہوں میں جانتا ہوں کہ طبق بعض مذہبوں
کو اس سماج میں کائنات کا علم ہوتا ہے جو ان
کے عقیدہ اور مذہب کے مخالف ہیں سو یہ امر حیرت
اختیار ہے کہ اس غلطی نے تو دور دور کر رکھا
ہر حال میں ہماری کے بیان میں بھی ہر ایک مذہب

سے معافی چاہتا ہوں +
اسے سزا دیا جہاں - مجھے بہت سے غور
کے بعد اور نیز خدا کی ستارہ دی کے بعد معلوم ہوا
ہے کہ اگرچہ اس ملک میں مختلف فرقے بکثرت
پائے جاتے ہیں اور مذہبی اختلافات ایک سیلاب
کی طرح حرکت کرتے ہیں تاہم وہ امر جو اس گورنمنٹ
اختلافات کا موجب ہے وہ درحقیقت ایک ہی ہے۔
اور وہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے اندر سے قوت
رہبانیت اور خدا ترسی کی کم ہو گئی اور وہ انسانی
نور جس کے ذریعہ انسان حق اور باطل میں حق
کر سکتا ہے وہ قریباً ہیبت سے دلوں میں سے جاگتا
ہے۔ اور دنیا ایک دہریہ کا رنگ پڑتی جاتی ہے
یعنی بالکل پر تو خدا اور پر مشورہ اور دلوں میں
نا شکستہ کے خیالات جڑتے جاتے ہیں۔ اس
بات پر اگر گواہ ہے کہ عملی حقائق جیسا کہ چاہتے
دست نہیں ہیں۔ سب کو یہ مان سے کہا جاتا ہے
مگر عمل کے رنگ میں دھن یا نہیں جاتا۔ اگر کوئی
پوشیدہ راست باز ہے تو میں اس پر کوئی عمل نہیں کرتا
مگر عام حالتیں جو ثابت ہو رہی ہیں وہ یہ ہیں کہ
جس طرح کے مذہب کو انسان کے لازم حال
کیا گیا ہے وہ طرح پر مشغول ہے دل کی حقیقی پاکیزگی
اور خدا کے آواز کی بچی محبت اور اوائل مخلوق کی
سچی ہمدردی اور جملہ اور رحم اور انصاف اور
فردنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ
اور طہارت اور راستی جو ایک مذہب کی ہے۔

اوس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں دیا
افسوس ہے کہ دنیا میں مذہبی رنگ میں تو جنگ
و جدل روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ مگر وہ طاقت
کم ہو رہی جاتی ہے۔ مذہب کی اصلی غرض اوس ہے
خدا کا بھی تہا ہے۔ جس نے اس تمام عالم کو پیدا
کیا ہے اور اوس کی مخلوق سے ہمدردی کرنا ہے
اور حقیقی پاکیزگی کا جامہ پہننا ہے لیکن میں جانتا
ہوں کہ یہ غرض اس زمانہ میں بالکل غائب ہو گیا
اور اکثر لوگ دہریہ مذہب کی کسی شکل کو اپنے اذہن
میں لئے بیٹھے ہیں اور خدا کے لئے کی شناخت ہیبت
کم ہو گئی ہے اسی وجہ سے زمین پر دن بدن گناہ
کرنے کی دہریہ برصی جاتی ہے کہ یہ مذہب ہیبت
ہے کہ جس چیز کی شناخت ہو نہ اور اس کا قدر دل میں
ہوتا ہے اور خدا کی محبت ہوئی ہے اور خدا اس کا
خوف ہوتا ہے تمام اقسام خوف اور محبت اور قدر کی
کے شناخت کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ پس اس سے
ظاہر ہے۔ کہ آج کل دنیا میں گناہ کی کثرت بوجہ
کمی معرفت ہے اور مذہب کی نشانیوں میں
سے یہ ایک عظیم الشان نشانی ہے کہ خدا انسانی کی
حرفیت اور اوس کی پہچان کے وسائل بہت سے آہ
میں سوچ دیوں تاکہ انسان گناہ سے روک سکے اور
تا وہ خدا کے لئے حق جہاں پر اطمینان یا کرکے
محبت اور عشق کا حقہ لے سکے۔ اور تا وہ حق خلق
کی حالت کو بہت سے زیادہ سمجھ سکے یہی بات ہے کہ
سے بچا اور خدا کے لئے کی محبت میں خود کو بہا کرے

نیا کورن بنایا تھا اب وہ مجھ پر کس قدر غلطی
 بات ہے حالانکہ اصلیت تو یہ ہے کہ شیخ فیض
 المتحدہ یقینی نے جری جانفشانی اور حق پرستی
 سے ایک نثر قرآنی جاقظ تحریر کی اور اس کتاب
 سوانح الحکام لکھا۔ لیکن کورن اور کجاق قرآن کو
 کی خدمت شکاری مگر اس کو باوجود ادعا کے
 اپنے ہی بے سرو پاہ اقوال کو بے بیادان کہے
 تسلیم کرنا شروع کر دیا۔ وہ جو پہلے نے قبول کیا
 کیا مگر چند سالوں کے اندر ہی نفرت اہل و عیال اور
 اگر یہ کہہ کر یہ دلیل آنحضرت صلی علیہ وسلم سے
 سے لیا گیا آنحضرت صلی علیہ وسلم سے معاذ اللہ خداوند
 کی دشمنی قی سکے آپ اقرار کرتے تو آپ کو پاک
 کر دیا ہوتا اور دوسرے لوگ بے دخل ملک
 آخر اس کے جائیں اور خدا صاحب پر وہ ملک
 نہ کریں۔ حالانکہ وہ اس ہمارے امام سے تمام دنیا
 کو بچو قسم نظر پیش کرنے کے واسطے چلے گیا ہے
 مگر ایک ہی نہیں پیش کئے گئے۔ (۲) دوسری
 علامت تصدیق قرآن کے خدا کے پاک کلام میں یہ
 ہے کہ انہی واقعات غیبی قبل از وقت کئے جہ
 و جملہ فلا یظہر علی غیبیہا احد الا من
 ارتضیٰ من رسولی (سورہ عن کوکب ۲)۔ یعنی
 وہ غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر اپنے
 پیغمبروں میں سے جس پر جاتا ہے ظاہر کرتا ہے
 اس آیت کی کوئی بری ہمارے امام علیہ السلام
 کو کہہ کر یہ کہہ کر آپ پر ہزار بار اور غیب کو ظاہر
 ہونا اور وقت مقررہ پہنچان کا پورا پورا مشق ہے
 بطور نمونہ از خروار کے دیکھ رام کا قتل۔ طاجون
 کا پنجاب میں آنا۔ دومریہ وں کا کابل میں شہید
 ہو جانا۔ یہ خبریں ہر امن احمدیہ میں دی
 گئی ہیں اس کو قبول کر چکے اور غور کر کے کہہ کر
 یہ اس کے ہوتے وقتوں پر پورے ہے میں ہمارے
 اگر یہ معمولی باتیں میں جن کو ایک شخص کر سکتا
 ہے تو چہرہ پر لکھتا ہے اپنے کسی ہر صاحب یا سوری
 صاحب یا صوفی سجادہ نشین صاحب کو بیکار کر
 سیدان میں لاؤ اور لوگوں سے سخت لقا ظہار کر
 کہ خدا کے بندوں کی جب یہ دعوات کلام پاک
 میں مندرج ہیں تو آپ ہی براہ مہربانی دیکھائیں
 خدا اپنے لیے جوڑے لقا ہو کہ شاہ میں لیکن
 میں آپ کو آگاہ کر دیتا ہوں کہ وہ اس میدان کو
 مرد نہیں ہیں اور آپ جیسے سادہ لوحوں کو اپنے
 قابو میں رکھتی طرح سے بہت سی دیکھ رہے ہیں
 شروع کر دیں گے۔ اور میں چتر کا آپ سے مطالبہ
 یا ہے اس سے شہانے کی کو تشکیر کریں گے
 بسوقت آپ جان لیں کہ اس کے پاس تہجد
 نہ وگرا ڈیا زبانی میں شروع کر کے اور کچھ ہی
 میں خاک بھی نہیں اگر وہ یہ عذر کریں کہ ہم
 یہ نہیں ہیں مرتضیٰ مرید پر عمل کرتے ہیں
 یہ تہجدوں اور نمازوں میں پڑھنا تھا
 رت کچھ میں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو ان
 ل الہی ہے جیسے کہ مخالفین اسلام کو کہنا
 کرے کلام خدا کا کلام نہیں ہے تو تم ہی ار

کی طرح کچھ بنا لاؤ مگر جب انہوں نے اپنے آپ
 میں تابعدار نہ کی تو کہہ دیا کہ (لقد شاکوا قتلًا
 مثل هذا) اگر تم جاس تو ہم بھی خلیس کی
 کہہ سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ صرف اپنی جان چھوڑا
 ہے اور اب آپ کے عہد کو اس اور صوفیاء و فاضل
 ہی جان چھڑا دینے کو آپ ذرا ہوشیاری سے کا خیال
 (۳) تیسری علامت تصدیق قرآن کے یہ ہے کہ وہ خواب
 ہوتے ہیں (احمد سید عوف اللہ الاحادیث
 دعوت) اس ملک پر بھی ہر کہہ کر ہمارے ایم
 تمام علیہ السلام نے بکار بکار کیا ہے کہ تیسری علامت
 کی ہی نشانی ہے اور یہ کہ ان کی دعا میں قبول ہوگی
 میں ملک میں ملتا اور ایمان لائے ہوں کہ ان کے خاتم
 مریدوں کی دعا میں قبول ہوگی اور آخر قبولیت
 سے ان کو تہلک جاتا ہے۔ (۴) چوتھی علامت یہ ہے
 کہ انہی عارف قرآنی و عارفی فرقہ منقطع ہوتے
 میں بھیجے کہ (کا یسمیہ الی المظہرین) اپنا حق
 جن میں مقامات کی اپنے نفس کی ہے اس سے
 قرآن کریم کی عظمت و جلال کا چرگت ہے مگر اس
 میں ہی آپ کے علم و صوفیاء میں۔
 اگر ان میں قرآن دانی کا علم موجود ہے تو ان
 انہوں سے اس انعام کے پاس کی کو تشکیر
 کی جو وہی لڑائی تفسیر کے لیے ملے مگر کیا
 تہا خوب ہے کہ چند مہینوں کے باوجود سورتی
 شریفی اور نیاز کے واسطے جب انہیں بہت
 کچھ کرنا پڑتا ہے تو اس حکم ہی پر وہ یہ پیش کیا
 گیا تھا۔ ہم نے تو وہ دیکھا کہ کسی نے یہ بات نی اور
 حق علی کی طرف سے عظمت قدم اور ظاہر ہو کر
 عرف اپنی ناموری موجود ہے خود ہی عظمت کی
 بڑی چیز ہے اور قبول حق سکھانے میں ایک
 دیوار ہے۔ (۵) پانچویں علامت یہ ہے کہ
 ماموران الہی احکام الہی کے بھیجے میں لیکھا
 خوف نہیں کرتے (الذین یملکون رخصت لہ
 و یخشونہ و یخشون احداک الہ اللہ) یہی وہ
 خدا کے پیام بھیجتے اور خوف خدا رکھتے تھے اور خدا
 کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اب خود دیکھو کہ
 کئے عرصہ سے اور کس استقلال سے ماموران الہی
 کی کئی خدمت گاہی کر رہے ہیں اور ان کی بہت
 میں بال برابر فرق نہیں آتا حالانکہ خدا اس کے پال کرنے
 کے لئے ناخوشوں تک دور لگا یا گیا ہے مختلف نوعیت
 کے تعذبات و اس کے لئے قوم کو ایسا لگا کر ہنس
 عادل کو لکھا گیا اب سوچو کہ خالی انسان اس قدر
 و دوم نہیں ہوتا۔ (۶) چھٹی علامت یہ ہے
 (لقد یحییٰ منہ من قبیلہ اعدا تعذلوں
 یعنی اس سے پہلے تو ان میں تم میں رہ چکا ہوں کیا
 تم حق بات نہیں کہتے۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے اپنے
 بنیاب اللہ ہونے کی یہ دلیل بیان فرمائی تھی
 کہ میں نے بہت سی عمر قہار سے درمیان گذاری ہے
 اور کچھیں سے تم مجھے جہان سے ہر کیا اس عرصہ میں
 میں نے کوئی اعتراض یا کذب کسی شخص پر نہ کیا
 میں جملہ انسان پر میں نے کوئی آخر نہیں باندھا
 تو کس شخص سے کہتے ہو کہ میں نے خدا پر اعتراض

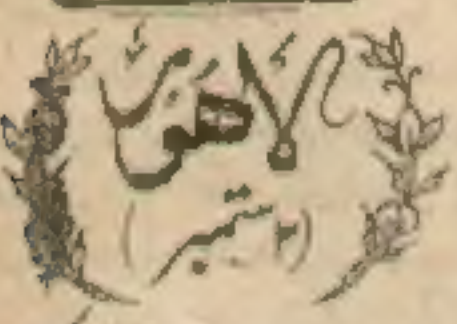
کیا ہے چنانچہ ای دلیل کو آنحضرت صلی علیہ وسلم کے
 کے کسی نائب نے ہی پیش کیا ہے اور باوجود
 اندرونی و بیرونی مخالفت کے کوئی اس دلیل کو
 نہیں توڑ سکا (۷) ساتویں علامت یہ ہے کہ
 ماموران الہی شرک کی گواہی اور زور شور کے
 اندر اسے نہیں مانا کہ وہ کو قائم کریں اور صدق کا
 استقبال کریں۔ حضرت ابو ہریرہ سے لیکر آنحضرت
 تک تمام اعیان میں تسلیم دیتے رہے کہ خدا کی عبادت
 کر دو اور اس کا کو شریک نہ بناؤ اب دنیا میں قدر
 اس کو بشارت پر پائے عیسائیوں نے یہودیوں کو خدا
 بنا دیا ہے۔ سہند و کھوں دیوتاؤں اور اقدار
 کو خدا تسلیم کر رہے ہیں اور یہ ذرہ ذرہ کو اپنے
 وجود کا خود طاقی کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو
 دیکھو کہ کوئی ہر پرستی میں معرفت کوئی قبر پرستی
 میں مشغول ہے۔ کوئی حضرت جبریل کو صفات الہی
 دے رہے ہیں خالق پرندہ۔ مٹی اسوات مٹی و
 تیرم و غیرہ و غیرہ بعض نے دجال کو خدا کی صفات
 سپرد کر دی ہیں یا اس کے حکم سے ہوئی ہے
 رسم جیل پیدا کر گیا۔ مردوں کو زندہ کر دے گا
 بہت و دوزخ کا مختار ہو گا۔ جسکو چاہے بہت
 میں داخل کرے اور جسے چاہے دوزخ میں دھکیں
 دے۔ کسی نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت
 شروع کی ہوئی ہے اس کو خود اپنی جان بچانے کو
 ہمارے مخالف کہہ دیتے ہیں کہ مران کو خدا تو
 نہیں کچھ میں عرف اس لئے ان کی تہذیب و تمدن
 میں کہ ہم کو خدا کے قریب کریں اور ان کی برکت
 اور عقیس سے ہر پرہیزگار ہو گا۔ حضرت جبریل
 آپ اپنے پیار کا لنگ جیل ترانے پر ہمیشہ ہی جیل
 پہلے شریک ہی پیش کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ
 اتحدہ امن و ذلہ اذیہ ما بعد جملہ الایمان
 الی اللہ ذلنا) یعنی جن لوگوں نے خدا کے سوا
 دوسرے معبود بنائے ہیں (اور کہتے ہیں کہ)
 ہم تو ان کی پیش حرف اس لئے کرتے ہیں کہ
 خدا سے ہم کو نزدیک کریں۔ اب غور کرو آپ کے
 اور ان کے قول میں کوئی تفاوت نظر نہیں آتی
 ہے۔
 (۸) قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔
 هو الذی ارسل برحمتہ بالہدی و دین حق
 یظہر علی الدین کلہ) اس آیت کو مفسرین
 نے حضرت مسیح موعود کے حق میں تسلیم کیا ہے
 اور اس رسول سے مراد دی رسول ہے جو اس
 سے ہے آیت و مہیش بر رسول یاقی حق
 بعد قیام احمد میں مذکور ہے میں بن دوز
 آتوں کو جانے سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود کا نام
 احمد ہے جسے مصداق آج جناب مرزا صاحب
 کہتے۔ اگر کسی کے دل میں یہ وہم گذرے کہ علی
 آیت و مہیش بر رسول الی حضرت علیہ السلام
 دین کے حق میں ہے تو ہم کہتے ہیں کہ دل ماثدا
 چشم مار دین مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن
 مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افرزل العزیز

سے سبقتہ آخرت لکھی آیت میں ظہر
 بطن الی کتاب العلم صفحہ ۲۴۔ پس بطون
 قرآن شریف کی رو سے اس امد سے لکھی احمد
 مراد ہوں تو ہمارا کیا ہرج۔ حضرت مسیح علیہ السلام
 نے آیت مہیش آیتیں اپنے شیل کی بشارت
 دی ہے اور اس کا نام احمد بتایا ہے۔ جسے
 احمد ہوا تو خداوند تعالیٰ نے ہی اس کو احمد کے
 نام سے بکارا دیجور سائل اربو۔ (یا احمد
 فاضل الوحید علی شفیتک صفحہ ۵۵۵۔

(۹) اور مسیح موعود کے ظہور کا وقت بھی یہی
 صبار کو موقت تفسیر معالمت الہ سار کے ضیائے انوار
 کے عوالم سے سورۃ تھوری کے حروف مقطعات
 مع حق کی تفسیر میں لکھا ہے کہ میں سے
 مراد بھی اور سین سے مراد مسیح ہے جو تیرہ سال
 شمس پر آجائیں گے۔ دیکھو ظہور مذکور۔ اور ہر
 نزدیک حق سے قادیان ہے۔ جیسے کہ حدیث
 شریف میں آیا ہے۔ قال البی صلی اللہ علیہ وسلم
 یخرج من اہل مدین من قریۃ یقال لہا کد مہتر
 دیکھو جواب الاسرار مؤلف شیخ محمد حنفی علیہ السلام
 کہ دراصل قادیان کے نام کو مطلب کیا ہوا ہے
 لایفکر کوئی کہ کثرت استعمال سے کہہ کا قادیان بھانا
 بہت آسان ہے۔

اب وقت مسیح موعود اور مقام۔ اور نام میں
 ہی قرآن شریف سے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اب
 کوئی شخص مسلمان کہہ کر جناب مرزا صاحب کی
 دعوے سمیت سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا یہی
 حق ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال

میر محمد شہزادہ اہل نویس شاہ و مال کشمیر
 مورخ ۳۱ - اگست ۱۹۵۹ء



[روزانہ پیپہ اخبار لکھنؤ]
 مرزا صاحب کا (وعظ) ایچ
 تینا تبریک لکھی گئی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی
 کا جو لیکر ہو گا۔ اس میں قیام نظام کے
 لئے مقامی حکام نے یہ تجویز کیا ہے کہ وہ اسکا
 تین ڈی ایس کے بارہ سالہ جٹ اور ساتھ
 کنیل پولیس انتظام کرے اس قدر مغفول
 انتظام سے پوری امید ہے کہ یہ لیکر عبادت
 اطمینان اور امن کے ساتھ ہو جائے گا
 انشاء اللہ العزیز

بیت الحکمت اندلس
یعنی
اندلس کا طلسم گم

آج کل اندلس کے نام سے روم کا دوسرا
نام اسپین ہے) ہر شخص کا قصہ اس دوران
مکمل ہے۔ شاہد اب جو یہ زمین وہ لوگ
وہ ان آباد ہوئے جو عام طور پر علوم و فنون
کے موجد سمجھے جاتے ہیں آج جنہوں نے اپنے
ملک کی مخالفت کی تھی سیکڑوں تہذیبوں کی ترقی
جنہیں سے ایک بہت اعلیٰ حالت ہے جو اس کی مخالفت
کہ ایک بڑا سبب سمجھا گیا۔ اب وہ ان جو ملک اور
وہ ان کی زمین مشہور زمین سمندر کے مروجہ ملک
جیلہ یہ لوگ مشرق میں رہتے تھے جب ان
فارسیوں کا غلبہ ہوا تو مشرق پر سے وہ ان کی پیدل
ہو کر اندلس (اسپین) میں آباد ہوئے جو یہ وہ
اندلس اس زمانہ میں ایران شاہ کے حکمرانوں
کے زمانہ سے یہ جزیرہ ایسا ایران جو کہا گیا
سیرزمین کو دیکھ کر کسی کے دل میں یہ خیال نہ
آتا تھا کہ یہیں بیان آبادی ہوگی اور یہ جزیرہ
اندلس بن کر نقشہ بن نوح علیہ السلام کا آباد
کی جو ہے جس سے اس کی وجہ تفسیر ہی
نظاہر ہوتی ہے۔

وہاں سے بہت اچھا کھانا ملا
جہاں سے میں گھر گیا تھا اور کس غرض سے
تھیں کیا گیا تھا۔
جب سے ہوا میں کھانا تھا کہ جب تک
بیٹا یہ وہ چیز ہے کہ میں نے اس کو
اشفاق سے لکھا کہ وہ بیٹا ہے جس نے
وہ میں خیال سے ان کو جب بعد ال سے
بلکہ زیادہ تر ان کی کشتی کا دار و مدار

علوم ایجاب و منون پر سمجھ تیار اور اسون کے سر
 شہر کی اور اشکل اور زیب و زینت میں اپنی بیجا
 اور فتنی گردشوں کو صرف کیا جسکی وجہ سے یہ
 شہر حرام ممالک میں آجاتا اپنی نظیرین کی
 جگہ دنیا کے تمام شہروں کے مقابلہ میں اس شہر
 کو ہر دس بلا و یا فردوس الہیہ کا خطاب یا آخر
 بجائے حب جہاد و شہادت کی نصرت و شہر علیہ
 اپنی دریا و زیب و زینت کی وجہ سے ایران
 دارالسلطنت و دارالحکمت قرار پانے لگا جو میں وسط
 جہان اقدس یا اندلس یا اسپین کے حصہ بنی کہ
 نام ہے ذکر تمام اسپین کا۔

آپ قدیم و زمین کا قائل ہے کہ ملکیت زمین کے مین
حصوں میں تقسیم کی گئی۔ زبانوں کے مین
الہیہ مین کے مین پر۔ عرب کی زبان پر
کو قائل ہیں ملکیت۔

جربہ و بن واقع بنا۔
قد ملی طور پر اندلس آج و میرا اور بیدار
کے لحاظ سے جسے نظر ہی تھا کہ فرشتہ قریش
وضع اور دلچسپ مہاراشکے ایسے اسباب بہت
جو اس کے حسن و جمال کو رد و بالا کر رہے۔
اسی شیر کی خبر یونان کے نظر کرنے کے بعد
اندلس میں کریمیت ہی سہا خیال پیدا ہوا کہ بربر
آف عرب (جوان کے پڑوس ہی ہائی تھے) بالظہور
ہمارے شیر پر حملہ کریں گے۔ تو اسی خیال
سے انہوں نے اپنے شیر کی حفاظت کیو استے
مستعد اور مختلف وضع قطع کے طیسر گہریلے
انہوں نے ہر طیسر گہریلے یا اس شیر کی حفاظت
کیلئے ان سب میں ہی متکا رہ گیا۔ اور جس
وجہ سے خیال فرام کو اس ملک پر فتح اپنا دھوا
لہ قریب محال کے ہو گیا۔ اندلس میں مستعد
مکملان تھے اور اس پر یرو میں ہر شیر جانب
مشرق تھا وہ فارس کے نام سے موسوم تھا
فارس کے بادشاہ کی ایک عورت جمال لڑکی
تھی جس کے حسن و جمال کا ملک اندلس میں جا ہوا
پڑ جاتا تھا۔ اندلس کے ہر ایک مکملان کی یہ خواہش تھی
کہ فارس کی شاہزادی سے میں ہی نکاح کریں۔
یہاں پر اندلس کے تمام بادشاہوں نے فارس کے
مکملان کے اس پیغام پر کیا کہ وہ شاہزادی کی
ایستہ سے بیاہ دے۔ شاہ فارس ان
مکملان سے خبر لیا کہ وہاں اور وہاں رہتا تھا
میں سے کسی کی عقلی گوارا نہیں کر سکتا اور نہ
صاف طور پر کسی کو انکار ہی ہو اب وہ سکتا تھا
وہ ایک کو راضی رکھنا چاہتا تھا تو رادو جسے
کی ناراضی کے خیال سے اس کو روک دیا تاخیر
کو دہشت مجبور ہوا۔ اور اپنی بیٹی کو اس عاقبت
سے مطلق کیا اور اس سے یہ بیٹی گھبرا کر میں
ان سب میں سے کسی کو ناراض نہیں کر سکتا۔

بادشاہ اور شاہزادی کا مکالمہ
شاہزادی - اے جان، یہ بہت پریشان

ایک چاکم بڑی دھننی اور زبردست تیرے طرف دھنن
اور تیرے من ایسا بگڑے تھے اذلسیون کی یہ بلال شین
ہاں کہ وہ کھنڈ پر تو کچل رہا تھا اذلسیون نے تیرے
جنگل میں تیرے بیٹے کیوں تھا کہ تیرے من اور بڑوں کی
علم و زیادتی سے ان کے دل میں عداوت پیدا ہوئی
نئی آواز کو ان دو طرفوں نے سون میں عداوت اس قدر
پر ہوئی کہ ایک قوم کے آدمی کہ دوسرے آدمی
کی صورت دیکھنا اگر اور گلا دیتے تھے۔
گھبرائی ہوئی اذلسیون کے خراج تیرے
کو بڑی دھننی میں دیا اور بہت ہی اچھی ہوئی
نہی جو اس بگڑے سواج ہو پڑی کہ اور کہیں سے
غیب نہیں ہو سکتی تھی، غرض کہ تیرے طرف سے
من کیسا ایسا سباب پیدا ہو گئے تھے جس کے نتیجے
ایک قوم دوسری قوم کی خراج تھی و
سودا گلا دینے لگیں۔

اور لشکر معلوم ہوئے ہیں۔
بادشاہ ارشد اویسی کے سامنے چند شرط
دیکھ کر میرے لشکر کو نیکاتام وزیر اور بیسی
شاهزادوں کی خدمت کو روک کر آیا یاں یہی
کوئی شخص بات ہے آپ گفتگو میں رہے ہیں
یہ سبیل تدبیر سے ان سب کو سمجھا دو گی۔
بادشاہ ارشد اویسی (وہ کی تدبیر سے)
شاهزادوں کی۔ (وہ نے آپ سے مخاطب
ہو کر) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں نے
اپنی بیٹی کا نکاح اس کی ماں کے پروردگار سے
جس کو پسند کر لی اس سے بیاہ دیئے گا
میں ڈسہ دار ہوں۔ جب وہ میرے پاس
پیغام بھیجے گا تو میں چند شرطوں پر اپنا
نکاح قبول کر لوں گی جن کا انھوں نے وعدہ
ہو گا اور جو بادشاہ میری شرطیں قبول کیا
میں اسی سے نکاح کر دوں گی۔

اور شاہ وہاں شریفین میں
شاہزادی بی بی شریک شریک کر دی گئی
کہ جو بادشاہ عالم اور حکم جو کا وہی سیرے
ساتھ دیکھ کر چکا ستون ہو گیا اور حسبِ دفع
اور شریفین میں نہ آیا وہ کوئی رہو گی۔

اس میں میرے دادا و دادا و بیٹے کو اس ہوا اور
 ایک سال طین کو اس مہینے کے خط لکھیے
 کہ میں اس مہینے میں لکھی جا رہی ہوں
 کہ میں نے اس مہینے کو اس مہینے
 میں لکھیے کہ میں نے اس مہینے
 میں لکھیے کہ میں نے اس مہینے
 میں لکھیے کہ میں نے اس مہینے

جب تمام ملکین آدمی اس امر کے علم
پہنچے کہ انہوں نے ہمارے شاہزادی کے
پس نکاح ہو بیٹا مریا۔

شاہزادوں کے ان سب کو کھینچا کر میں
بادشاہ سے نکاح کروں گی جو عالم اور حکیم ہو
جب سب بادشاہوں نے اس پر اتفاق فرمایا
بادشاہ جو شخص ہے علم ہے خود ہی خاموش
ہو گئے لیکن ان سب میں دربارہ شاہ ہو کر
فاضل اور حکیم ہے انہوں نے فرما دیا
شاہزادوں کو کھینچا کر میں حکم ہوں ان
دو خون کی درخواست سے بادشاہ پر شک ہو گیا
شاہزادوں کی ابا جان آپ پر شک نہ معلوم
ہوئے ہیں۔

پادشاہ (شاہزادوں کے ساتھ) ان کے
کے خط واکیر پر ہی سبب ہے۔

تساہی راوی۔ یہ بھی کوئی غلط کتاب نہیں ہے۔
آپ اہلک مسلمین میں جہاں اللہ کے پیغمبر
ہوں۔

بادشاہ و شاہزادی سے) وہ کرنی صریح
نے عریضی نظر کو دور کر دی۔

شہزادی میں آگ سے بچا دیا وہ فرات
کئی جون کر رہا رہے ملک کی حفاظت کیلئے
.....

وہی سستی نکال ہو گا۔
اس مذہب سے بادشاہ غرض بردار۔
پیر شاہزادی سلطان دولہا کو چاہا
کلبہ سچا۔
آئیں تو نہ کہہا کہ آپ مجھ کو ایک مجلس میں چلی
نہلان جنگل میں چلو مجھے اور وہ ہمیشہ آپ
شیریں کی نیر کے زور سے ہنسی کر رہی تھی
دکار سے چلا کرے۔

اور دوسرے کو یہ کہہ سہا کر میں جس نے
میں ہوں وہ شہر پر ہی ظالموں کی دست و پاکی
سے محفوظ رہتا ہے۔ آپ جہاں سے ملک کی
حفاظت کیلئے آپ ایسا حکم نامہ بھیجے کہ ہمیشہ
آرام و عافیت سے ظالم بربروں کے ظلم سے
بے خوف رہ سکیں۔

اور یہی سبب ہے کہ جو کہ اس کے لئے اپنا نام
پیدا کرے گا وہی میرے ساتھ جہنم میں
مستحق ہوگا۔

آن دونوں نے اس امیر شہزادہ کو یہاں بستر
نیل کے کام شروع کر دیا جس بارگشاہ نے
پن بجلی بنایا اور کیا تیار کیا وہ دن کو جمع کر کے
کام شروع کر دیا۔ اور سینکڑوں ملک فراتر
انجلی کی وایت کے مطابق پتھر دن کے کاٹنے
اور تراشنے میں مشغول ہوئے اور ایک کہانی
وربا کے نام سے یہ مقام رفاق اور صلیب
کے درمیان پہنچنے کی بنیاد ڈالی گئی اور ساتھ
ہی ان دونوں نے پتھر مائے شروع کیا اور

پتھر وں کی سادہ دین لکھنے میں آنہوں نے
اپنی صفا کی کا اعلیٰ شہرت رکھا۔ دیا۔ آج شہرین
کی شہر سی بہت جلد قبا در گئی۔ جو اس ملک کے
لئے ایک شہر و انہوں کا کام و لیکن بنی بنا
آج کل مقامی دقائی اور سینہ اور مجاہد
خضراء میں اس کے لئے یہ ہے
نشان میں آج لیکن اسکی تعمیر میں بہ نسبت من
اسکی کے تعمیر کے کسی قدر مدت صرف ہوئی اسلئے
آج کل کے تعمیر کے کسی قدر مدت صرف ہوئی اسلئے

بر بنایا چنانچه شاہ سلیمان و مرید گاہ بنانے سے
 بہت دور تھی۔ مگر پھر بھی وہ اسکی تعمیر میں مات
 دت صحروفہ لاء۔ اس نے ساحل بحر ہر ایک
 اواسکے میدان میں مربع بنیاد کا رنگ ڈالکر
 ایک کھود ملائے شروع کیا اسکی تعمیر میں سفید
 رنگ کا پتھر لگایا گیا۔ اس روضہ کا کاحصہ
 پانی زمین میں ناسقد تھا جسقصد اس کاحصہ
 سطح زمین سے سطح ہوا تک بند تھا۔ اس غنیم
 کرمین علاقہ اور طلسم جیزون کے ہوا ایک صفحہ کا
 وادعت رکھتی تھی طلسم کی سطح پر ایک ہر ہر لکھی
 کی برقی مود شمس کا طوائف و اساتذہ یا شتر
 درج حق غضب کی تھی اس مودت کے اور کے
 آج بھی مود نہیں ہر لکھتے ہیں کہ اوسے طبر سے
 نشان اس پل کے آثار ہیں جو سکند نے
 سینہ سے جو پڑ چک جو کہ سننے کے لئے بنایا

ہو جاتا ہے اور جنگ کے میدان میں کھڑا
 فوجی ہیکل و جیسے جو ان اس وقت غارت گئے
 ہاتھ میں۔ جو وقت ان کی کمان میں تھے
 نہایت ہی تیز و تیز ہر کسی کے اچانک گشت
 صفا میں فریاد و زور و زحمت و جہان تباہ
 کے گئے ہیں۔ اور دم غلامی کے امتداد
 کی اسے تھک کر میں جو وہ یہ غارت گئی
 تباہی و بے رحمی و زور و زور کے لئے لہم
 اگر اسے جانتے تھے۔
 سب سے بڑھ کر بات ہے کہ جنگ کیسے
 سکھیں صوفی خود دشمن کو خوش بین لاکر انسان
 کو قتل کر کے میرا دونوں کے نہ جو رہا ہے
 جنگ کی تائید میں کوئی نہ درست اور طریقہ
 دلانے والی دلیل پیش نہیں کیا سکتی۔
 فرما ہے کہ وہی شمشیر موقت سے جو نہایت
 فصیح و بلیغ شکر کیا جاتا ہے۔ اس بارہ
 میں کیا نصاحت چاہتی تھی جیسے اسوں نے
 بیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بیان کیا تھا کہ ہر
 ایک انسان مصیبت سے نجات تک پیدا
 ہوتے ہیں۔ ہر انسان ہمیشہ جوتی آتی ہیں
 لہذا آئندہ ہی مذکورہ گم ہوتے رہیں گے
 گو اگر اس وقت کی برادریاں نجات تک کسی
 آؤ میں جاؤ شہرانی حالت میں نہ ملت کے
 ترمیم ہی اس قسم کی خدمت کے من و مخرج
 واقع میں۔ مگر جب اس طرح ہو جائے
 تو انہی ذائقہ کے چلنے پر دونوں کے مطلق
 کی بھی کایاں پٹ جاتی ہے۔ چنانچہ کل ہی
 جو لوگ جنگ کی برائیاں بیان کر رہے تھے
 حق اللہ انساظون کو ذبح ادا انسانی ناسخ
 کو غارت ہونے کے وہ ہے جو رہے ہیں اور
 ان لوگوں کو ستہ ان میں پیدا ہونے میں جانی
 محنت کی کمان سے ان چلنے پر دونوں کے
 پیش ہوتے ہیں اور ان کی پیش و محنت
 کے سامنے ہم جو پہنچتے ہیں۔

باب دوم

یہ ظلم مذکور اور حماقت عید از فہم کے گردی
 کہ وہی دور و دور جو تمام قوموں سے دنیا کی
 سطح پر امن قائم رکھنے کی التجا کر رہے تھے
 اب غلامی کے میں کو میں نے پرہیز اس کو
 قائم رکھنے کیوں تھے کہ شمشیر کی جبر کا من
 ہمیشہ مل جائے سے حامی و مددگار (حالا کہ
 عملی طور پر ان کے ہاتھ پر قبضہ کر لیا اور
 مل سرور کی مخالفت کیلئے انہی انوج کو
 نفرت دینے میں کوئی کسر رانی نہ چھوڑی
 گراؤ اس اب جا پاؤں کے حملہ آور ہونے
 کی وجہ سے ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا
 پڑا۔ جیسا کہ انہوں نے روسیوں کے ساتھ
 کیا۔ یعنی کہ جاپانی تہ تیغ کئے جاتے ہیں
 اور خون ریزی کے میدان میں تائید ایرونی

کے واسطے و عین اور انہیں کراہی من۔
 حالانکہ دنیا میں انسانوں کو قتل کر کے کھانسی
 کر گئی، مگر نہیں۔ وہ وہ دوسری جانب شہنشاہ
 جاپانی ہی اس قسم کے دین میں لوہن۔
 ان دنوں کے کل شمشیر اور قانون دان
 اشتہار اور دین اور مارش (یا شہادت کرنے
 میں بہت ساری دگر نشان میں کر چکے ہیں
 ان کو اسلئے جو بے تکلیف لگائی تھی۔ اور
 ان دنوں کی جنگ میں جو غیروں کے ہاتھ پر قبضہ
 کرنے سے جبر کی ہے کوئی ضد نہیں رہی
 پولیس کے حامی شہنشاہ و بہت فرقہ بندیوں
 میں یہ بات کرنے کے کہ شمشیر میں گھر جو
 میں (حالا کہ اس شہنشاہ یا شہنشاہ پر عمل کرے
 میں) اور تباہی و کشت و امن قائم رکھنے کی کوشش
 کے بعد (یا دوسرے الفاظ میں دنیا کو برباد
 دینے کی کوششوں کے بعد) اگر شہنشاہ دونوں
 کو جوہر اس سوال کے حل کے لیے گھر اسلئے
 یہ مشکل و جنگ اختیار کرنا پڑا ہے (یعنی کہ
 انسان ہر کسی کے جاپانی) اور دوسری طرف
 ہر ان جاپانی بھی اور ہیر میں میں۔
 قطع نظر اس کے سامنے کے جانے والے
 مدد اور نقصان زمانہ حال کا گذشتہ
 ایام کے ساتھ مقابلاً کر کے وقت ناچھ لکل
 رہے ہیں کہ تو ان کے حرکات و سکنات کے
 قوانین کیسے ہیں۔ اور گروہوں اور کالوں کے
 اور یہ خطہ سب کالوں اور عیسائیوں کے
 خطرات کی میں مدد ان خارج سے صائیون کے
 انہوں سے ہے کہ وہ مذہب والوں کی بات کو جان
 ٹھہرا رہے ہیں۔ اسلئے جاپانی سامنے ان
 بجائے خود ان کالی جاول کی غمزدگی کا ہے
 میں اور بڑی حسرت کے ساتھ جنگ و جدوجہد
 سے بڑھ کر حکمران کی تائید میں وہاں قاطم
 اور برابری سامنے پیش کر رہے ہیں۔
 وہی اخبار نویس شرم کو لائے طاق
 رہے ہیں شہر پر ابھارے سے جسطح میں
 جسے یہ ملک اب رہے ہیں کہ وہی طرح
 تھے۔ زبردست اور جنگ و ہراس میں جاپانی
 جوہر کے گرد اور ناقص افعال میں اور جو لوگ
 روسیوں اگر پرانے ادا کی ایک کے سامنے
 وہ جنگی شہر یا نفس اور ناقص باؤش
 میں اور دوسری جانب جاپانی اخباری ای کم
 کے مطلق حیات رہے ہیں۔
 ان شہر کی شخصیات کا تو ذکر کیا ہے جو ہر
 پیشہ و کار کو اسلئے کہ یہ ہر بلے میں۔ وہ
 ذات کے جوتی اور حق و غلط و خیر و شر
 پر نظر مرکب و خیر و شر۔ سو اگر ان جاپانیوں
 اگر بڑوں۔ اور اہل امر کو اس وجہ میں بھوک
 ہی ہے۔ انسانی سے دیکھتے تھے۔ اور
 جیسے کہ وہ داجا کے ڈاک کی تائید کر رہے
 ہیں اور اس کو میں مل رہا ہے میں کہ اسکی خاطر
 ان جاپانی شہر کے کو تباہ اور مادی

اس بہت سخت مسئلے مصیبت انہوں نے جو
 شہر کو درجہ ان کا لایہ و تسلیم کیا جاتا ہے۔ بارہ
 لوگوں کو جو کہہ رہا ہے اور کیر سے بیان کی
 خود تو دیکھ لیں جو ہے اور ان دنوں انہوں
 کا شکر ادا کرنا ہے اور دین برکت دے
 رہا ہے میں کو یہ شخص ملک اور ان کے ملک
 میرا اسلئے ان کی تباہی میں کی نسبت یہ اپنا ک
 ہر سے کام کرنا ہوئے ہیں کہ سکتا۔
 شہر ان لوگوں کو ان کی کمان کا بار بھگام
 حصہ میں ملک کے کام کے واسطے یا نہیں
 کسی دیکھ کر اسلئے کہ میں دیتے جبر کا اخیر
 میں اس کے ساتھ مطلق ثابت ہو۔ مگر غریب
 محتاج میں سے میں کام پڑا سالہ و مصل کیا
 جاتا ہے جنگ کے مرقوم پر بالی بالی اور
 کرنے میں۔ گروہ شہنشاہ اور گروہوں
 مدد و تکی ہے کہ ڈاک کی نظر میں اشکار غنا
 کے کی کو ان میں ان دنوں اور شہنشاہ کے گیت گئے
 پیر اور حب الوطنی آؤ میں ہے اعتقاد میں
 کہ اسلئے لائسنس ملے ہیں اور تمام
 روس ملک میں شہر کی علی سے لکھ رہے ہیں
 ریاست ملک گروہ کے باوری جو غنا کی کوشش
 میں اس خدا و مملکت اور گروہ میں۔ عین ملک
 رہے ہیں (جو اگر ان کو سب سے دشمنوں کے ساتھ
 چار کرنے کا حکم دیا ہے اور خود ہی ملک
 خدا و مملکت ہے اگر وہ نہیں فاکت کے خطرات
 کام میں مدد دے۔ (بائی آئینہ) (دین)

ریمارک

ہندوستان اس نام کے یہ اخبار
 کے دارالسلطنت لاہور
 ہے۔ اگر گت سے لکھا شروع ہو رہے ہیں
 کے ہر ایک فرض اور موضوع اس کے نام میں مذکور
 ہے۔ مگر ہندوستان اپنے خاص شہر کی لکھا
 لکھا اسلئے عام مفہوم کو کہ نظر دیکھ کر ہندوستان
 کی خدمت شروع کی وکیل میں ترقی ہوئی چلے
 تو کچھ جنگ نہیں کہ اخباری دنیا میں ہر ایک مفید اور
 قابل فہم سا ہو گا۔ اس اخبار کے ایک شہر کا پانچ
 دوست منشی دنیا کا تہہ ماحول افلاوری میں جنہوں
 کے کی سال ملک چھ اخبار کے ایڈیٹر و شاف میں
 کالیک ساتھ کام کیا ہے۔ اور یہاں ان کا اخبار کے
 عقیدہ اور آفاق بنانے کا مقصد حاصل ہو رہا ہے
 میں ذاتی علم ہے کہ اس اخبار کے ساری بات کے ملک
 نہایت مستحق کے ساتھ اس غیر منصفانہ چرچ منشی
 دنیا کا تہہ صاحب کی حوصلہ افزائی کیلئے کالیک صاحبان
 جاکو میں پوسٹ میں اخبار ان کی کالیک کو تہہ
 کی اخبار کی شہر اور قوم کے مطلق رکھتے ہیں
 سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کو منشی دنیا کا تہہ
 کہ ایک شہر کی میں حاصل ہے۔ وہ کامیابی کو
 اور شاف میں کے اخبار میں جو اسلئے چلے ہیں

کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کے جملہ کاموں کا سبب کر اور وہ
 ہندوستان کی شہر کی ایک مفید ملی خدمت ثابت ہو۔ اس
 اخبار کی سالانہ قیمت میں۔ وہ یہ جو ہر ایک کے
 لکھا ہے۔ وہ ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اور ترقی کر چاہی ہے منشی دنیا کا تہہ صاحبان
 ایک ہر ایک کے ساتھ کو شہر و کام اور تہہ
 اپنے شہر اور ہر ایک کے ساتھ کو شہر و کام اور تہہ
 وہ ہندوستان لاہور کے تہہ لکھا ہے۔

اطلاع ضروری

بارگاہ افغانی کے لکھنؤ کے ناظرین کو ہم سے
 سرور و عید الفرحت میں کہ وہ اپنی اس خط و کتابت
 میں ہر اخبار کے مطلق ہوتی ہے۔ دنیا کا تہہ صاحبان
 دیکھتے اور ان میں یہ نہیں کہ وہ ان شہر کے سطح کے
 کار و باروں کو کوئی تکلیف کی فراہمی کی شہر میں نہیں
 ہر ایک لکھا ہے۔ اس کے میں ترقی یافتہ ہیں۔ انہیں
 لکھا ہے۔ بارگاہ افغانی اس شہر کی تفصیل ہر گز
 ہوگی جسے شہر فریادی ہو گا۔ یہ ہی بارگاہ
 شہر فریادی و جبر کو ایک شہر کے ملک ہر ایک
 جہاں کے ساتھ جہاں ہو گا۔ یہ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 ہر ایک کو خط کی فریادی کو کار و بار ہر ایک لکھا ہے۔
 ۲۰۔ دیکھتے ہر ایک کی فریادی اور ان میں ہر ایک
 تبدیلی ہر شہر کی ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 سمجھتے ہیں کہ ہر ایک تبدیلی کا طم ہو گا۔ اور جہاں
 یہ ہر ایک لکھا ہے۔ ان میں ہر ایک لکھا ہے۔
 ایسی شہر کی ترقی و تہہ ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اعلام و بھائی ۲۰۔ دیکھتے ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اس شہر کا لکھا ہے۔ جس شہر کا لکھا ہے۔
 بعض اخبار و دور شہر ان کے نام سے شہر میں
 اسلئے ہر شہر کے ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 کتابت انشا و تہہ ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 ۳۰۔ بعض فریادی ان کے نام سے شہر میں
 حساب کیلئے ان شہر کی ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اور نہ خط و طرہ لکھا ہے۔ میں اور بصورت اسلئے
 لکھا ہے۔ انشت میں کہ ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 چھ شہر ان کے شہر کا تہہ و میں ہر ایک
 کی شہرانی اور شہر کا لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 لکھا ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 جہاں میں کہ ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اور شہر کے ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اسلئے ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 لکھا ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اور وصولی جہاں کیلئے قوم کے لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اجاب مدد میں لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 ہے۔ لیکن ان قوم کی جہاں کار و بار لکھا ہے۔
 روایا ہے ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 میں اور اخبار کی صورت میں لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 اور دوسری طرف ہر ایک لکھا ہے۔ لکھا ہے۔
 واجب ہی نہیں دیکھا ہے۔ لکھا ہے۔

کے لئے ایک عظیم شان منقسم ہے اور یہی وہ راحت
 حقیقی ہے جس کو ہمیشہ زندگی سے تعبیر کرتے ہیں۔
 تمام خواہشیں جو خدائی رضا مندی کے فی الخ ہیں وہ
 کی ایک ہیں اور ان خواہشوں کی پیروی میں ہم
 کرنا ایک جہتی زندگی ہے۔ اگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ وہ کونسی
 زندگی سے نجات لے کر کونساں ہم اس کے جواب میں جو ہم
 خدائے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ اس آئینہ خاد سے
 نجات ہی معرفت الہی پر خوف ہے جو حقیقی اور کامل ہے
 کیونکہ انسانیت جذبات جو اپنی طرف مچھو رہے ہیں وہ ایک
 کامل درجہ کا ہیں اب سب سے جو ایمان کو تیار کرنے کے لئے
 پر ہے ضرور ہے۔ رہا ہے اور کامل کا تذکرہ کرنا کامل کے
 عین ممکن ہے پس ایسی وجہ سے نجات حاصل کرنے کے
 لئے کامل معرفت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے
 کہ لو کہ لو کہ ساقی تیرے توڑے ہوئے ہیں یہ امر زیادہ
 دلائل کا محتاج نہیں کہ قدرت الہی اور محبت اور خوف
 یہ سب معرفت تین ہی ہیں سب سے ہی پیدا ہوتے
 ہیں اگر ایک بچہ کے ہاتھ میں شعلہ ایک ایسا ہتھیار ہے
 کہ تو اس سے جس کی کئی کڑی اور وہ ہر وقت ہوتی ہے
 تو وہ خوف اور اس کی ادنیٰ حد تک قدر کرے گا جیسا کہ
 گھوڑے کی قدر کرتا ہے اور اگر ایک شخص کو اس کی لائی
 کی حالت میں شہید میں زہر مار دیا جائے تو وہ لوگوں
 کو اس سے کچھ ایسا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس میں میری
 موت ہے۔ کیونکہ اس کو اپنے شہد کی معرفت
 نہیں بلکہ تم دانستہ ایک سانپ کے نوراخ میں
 کاغذ ڈال نہیں سکتے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ بلیے
 کام سے مرے گا اندیشہ ہے ایسا ہی کہ ایک بلی
 کو داندیشہ کیا نہیں سکتے کہ وہ تمہیں تیرے خوف
 سے بچے کہ اس زہر کے کھانے سے مر جائے گی بھرا
 سبب ہے کہ اس موت کی تم کچھ بھی پر وا نہیں کہتے
 کہ جو خدا کے حکم کے توڑنے سے تیرا وار د ہو جائیگی
 وہاں کہ اس کا بی بیب ہے کہ اس جگہ تمہیں یہی
 مرنا ہے۔ یہ کامل نہیں جیسا کہ نہیں سانپ اور زہر
 کی معرفت حاصل ہے یعنی ان چیزوں کی پہچان
 یا ان کی تہی ہے اور کوئی مطلق اس حکم کو توڑ نہیں
 سکتی کہ معرفت تمام انسان کو ان تمام کاموں
 سے روکتی ہے جن میں انسان کے جان یا مال
 کا نقصان ہو اور ایسے رکھنے میں انسان کسی
 کفر یا غیبت نہیں کیا یہ کچھ نہیں کہ ہر معاشر
 نے ہی جیسا کہ عادی ہوتے ہیں ہزاروں ایسے
 لغزانی جذبات سے دستکش ہو جاتے ہیں جن میں
 وہ بقیہ جانتے ہیں کہ دست بہ دست کرتے جانتے
 اور ان میں سے نہیں دیکھتے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ وہ
 لوگ روز بروز اس ایسے دوکانوں کے ٹوکے لگے
 سے لگے نہیں کر سکتے۔ جن میں ہزار ہا جیسے لگے
 ہیں اور ان کے رستہ پر ہستیوں پریش کے
 کا پی تیاروں کے ساتھ دورہ کر رہے ہیں۔
 پس یاد رکھ لو کہ جو رہی یا استھالی یا جیسے
 اس سے لگتے ہیں۔ کہ کسی کفارہ پر ان کو چمتہ
 ایمان ہے۔ یا کسی تعلیمی عقیدہ کا ان کے دل
 پر چب ہے۔ نہیں بلکہ محض اس لئے کہ وہ لوگوں
 کی فانی اور دیوں کو پیچا پتے ہیں۔ اور ان کی

ہزاروں کی چمک سے ان کے دلوں پر لڑ رہی ہیں
 ہے اور ان کہانیاں کی معرفت تیار حاصل ہے
 کہ وہ دست درازی سے مایوس ہو کر سنا جیسا کہ
 مجھے جانتے اور اس اصول پر معرفت انسان کی
 بلکہ حیوانات ہی پابند ہیں۔ ایک عمل کرنے والا
 جتنی ہوتی ایک میں اپنے تئیں نہیں ڈال سکتا بلکہ
 اس کے دوسری طرف ایک شکار بھی موجود ہو۔
 اور ایک ہیٹریا ایسی بڑی پر عمل نہیں کر سکتا جس
 کے سر پر مالک اس کا مالک بھری ہوئی بندھ
 اور بھی ہوئی تو اس کے کھڑا ہے۔ پس اسے ہزاروں
 نہایت سچا اور آزمودہ فلسفہ ہے کہ انسان گناہ
 سے بچنے کے لئے معرفت نامہ کا محتاج ہے۔ نہ کسی
 کفارہ کا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی قوم کو
 وہ معرفت نامہ حاصل ہوتی جو کامل خوف کو پیدا کرتی
 ہے تو وہ بھی فرق نہ ہوتی۔ اور اگر تو کالی قوم کو وہ
 پہچان بخشی جاتی تو ان پر فقر نہ رہتے۔ اور اگر اس
 ملک کو ذات الہی کی وہ شہادت عطا کی جاتی جو بدن
 پر خوف سے لڑ رہی ہوتی ہے تو اس پر ہاتھوں سے
 وہ تباہی نہ آتی جو آگنی۔ مگر ناقص معرفت کوئی فائدہ
 پہنچا نہیں سکتی۔ اور نہ اس کا نتیجہ خوف اور
 محبت ہے کامل ہو سکتا ہے۔ ایران جو کامل نہیں
 وہ بے سود ہے اور محبت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور
 سے اور خوف جو کامل نہیں وہ بے سود ہے اور
 معرفت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔ اور ہر ایک
 غذا اور شربت جو کامل نہیں وہ بے سود ہے۔
 کیا تم بھوک کی حالت میں صرف ایک دانہ سے میر
 ہو سکتے ہو۔ یا پیاس کی حالت میں صرف ایک
 قطرہ سے سیراب ہو سکتے ہو۔ پس اسے دست مٹوا
 اور طلب حق میں کامل ہو۔ تم تھوڑی معرفت سے ان
 تھوڑی محبت سے اور تھوڑے خوف سے کہو کہ خدا
 کے بارے میں نفس کے امیدوار ہو سکتے ہو۔ گناہ سے
 پاک کرنا خدا کا کام ہے اور اپنی محبت سے دل کو پُر
 کر دینا اسی قادر توانا کا فعل ہے اور اپنی عظمت
 کا خوف کسی دل میں قائم کرنا اسی جبار کے ارادہ
 سے وابستہ ہے اور قانون قدرت قدیم سے سیاسی
 ہے کہ سب کچھ معرفت کامل کے بعد متا ہے۔ خوف
 اور محبت اور قدرت الہی کی جڑ سے معرفت کا مادہ ہے۔
 پس جس کو معرفت کامل دی گئی۔ اس کو خوف اور
 محبت بھی کامل دی گئی ہے۔ اور جبکہ خوف اور محبت
 کامل دیا گئی اس کو ہر ایک گناہ سے جو مباحی سے
 پیدا ہو تا ہے نجات دی گئی۔ پس ہم اس نجات
 کے لئے نہ کسی خون کے غفلت میں۔ اور نہ کسی صلیب
 کے جہنم اور نہ کسی کفارہ کی ہیں ضرورت
 ہے۔ بلکہ صرف ایک قربانی کے محتاج ہیں۔ جو اپنے
 نفس کی قربانی ہے۔ جس کی ضرورت کو ہر مادی غرض
 محسوس کر رہی ہے۔ ایسی قربانی کا دوسرے انسان
 میں نام مستحکم ہے۔ اسلام کے لئے جس طرح
 ہونے کے لئے گردن آگے رکھ دینا۔ یعنی کامل
 رضا کے ساتھ اپنی روح و جان خدا کے استا پر دہ
 دینا۔ یہ پورا نام تمام شریعت کی مدح اور تمام
 احکام کی جان ہے ذمہ ہونے کے لئے اپنی مادی

اور رضا کے گردن آگے رکھ دینا کامل محبت اور کامل
 عشق کو چاہتا ہے اور کامل محبت کامل معرفت کو چاہتی
 ہے۔ پس اسلام کا لفظ ای بات کی طرف اشارہ کرتا
 ہے کہ حقیقی قربانی کے لئے کامل معرفت اور کامل محبت
 کی ضرورت ہے نہ کسی اور مادی ضرورت۔ مادی کی طرف
 خدا تعالیٰ حراں شریف میں اشارہ فرماتا ہے۔
 لن ينال الله لمح مالا لا اله الا هو ولكن
 يناله التقوى متكررا۔ یعنی تہری (قربانیوں)
 کے نہ تو گوشت میرے ملک میں آتے ہیں۔ اور نہ
 خون بلکہ صرف یہ قربانی میرے ملک میں آتی ہے کہ تم مجھ
 سے ڈو اور میرے لئے تقویٰ اختیار کرو +
 اب جاننا چاہئے۔ کہ غریب اس م کے تمام احکام
 کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ عقبت جو نقصان اسلام
 میں پھیلتی ہے۔ اس ملک پہنچا یا اسے اسی غرض کے
 ہی طے سے قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ
 جو خدا کو بجا رہانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔
 ہیں اس کے جن و جہاں کو دکھائی ہیں۔ اور
 کہیں اس کے احکاموں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ
 کسی کی محبت یا تو من کے ذریعہ سے دل میں پھینکی
 ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ کہا ہے
 کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد و خلیل
 ہے۔ کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔ وہ جمع تو
 تمام صفات کا وک اور مظهر ہے تمام پاک قدروں
 کا اور سب سے تمام غلوں کا۔ اور ہر چیز سے تمام
 غنیوں کا سا مالک ہے تمام جزائز کا۔ اور
 مرجع ہے تمام امور کا۔ اور نزدیک ہے باوجود
 دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ
 سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کے
 نیچے کوئی اور ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ
 پوشیدہ ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس سے کوئی
 زیادہ قادر ہے وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور
 ہر ایک چیز اس کو ساتھ زندہ ہے۔ وہ قائم ہے اپنی
 ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے۔
 اس سے ہر ایک چیز کو تو ہمارا رکھا ہے اور کوئی چیز
 نہیں جس سے اس کو تو ہمارا رکھا ہو۔ کوئی چیز نہیں
 جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے
 بغیر خود بخود رہی سکتی ہے وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے
 مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے وہ آسمان اور
 زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور
 کے احرار سے چمکا سا اور اسی کی ذات کا پرتو ہے
 وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں
 جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔
 کسی روح کی کوئی قوت نہیں۔ جو اس سے قوی ہو
 اور خود بخود ہو۔ اور اس کی رحمتیں دوسری ہیں
 (۱) ایک وہ جو بغیر سبقت محض کسی حامل کے قدرت
 سے ظہور پزیر ہیں۔ جیسا کہ زمین اور آسمان اور
 سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور
 ہوا۔ اور تمام ذرات اس عالم کے جو ہر ایک آدم
 کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی
 ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدائش
 سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیا کی گئیں۔ اور یہ سب

اوس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے۔ یہ ہمارا
 کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سورج ہم
 عمل کی وجہ سے پیدا کیا یا زمین میرے کسی
 شدہ کرم کے سبب سے بنائی گئی تھی۔ یہ جرات
 ہے جو انسان اور اس کے عملوں سے پہلے
 تھا ہر پہلو سے ہو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں ہے۔
 (۲) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مرتب
 ہوتی ہے اور اس کی تفریق کی کچھ ضرورت
 نہیں۔ ایسا ہی قرآن شریف میں وارد ہے
 کہ خدای ذات بریک عیب سے پاک ہے۔
 اور ہر ایک نقصان سے بڑا ہے اور وہ جانتا
 ہے کہ انسان بھی اس کی حکمت کی پیروی کر کے
 جیوں سے پاک ہو۔ اور وہ فرماتا ہے۔ من
 کلن فی هذا صلی علی غفرانی الاخرة الی
 یعنی جو شخص اس دنیا میں اندھا رہے گا۔
 اس ذات بچوں کا جس کو دیدار عین ہوگا
 وہ مرے لئے بد بھی اندھا ہی ہوگا اور تاریکی
 اس سے جدا نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے
 دیکھنے کے لئے اسی دنیا میں حواس ملتے ہیں
 اور جو شخص ان حواس کو دنیا سے ساقط نہیں
 لے جائیگا وہ آخرت میں بھی خدا کو دیکھ نہیں
 سکے گا۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے صاف
 سمجھا دیا ہے کہ وہ انسان سے کس مرتبی کا
 طالب ہے اور انسان اس کی تعلیم کی پیروی
 سے کہا تک پہنچ سکتا ہے۔ جس کے بعد
 وہ قرآن شریف میں اس تعلیم کو پیش کرتا ہے
 جگہ ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے ہی
 دنیا میں دیدار الہی میرا سکتا ہے۔ جیسا کہ
 وہ فرماتا ہے۔ من کان یحلف کوثر لہ
 فلیعمل عمل صالحا ولا یشترک بہ احد
 دیکھ احادیث۔ یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسی
 دنیا میں اس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے
 جو حقیقی خدا اور ہدائے گندہ ہے۔ پس چاہئے
 کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جنہیں کسی قسم کا
 خداداد ہو یعنی جس میں کسی نہ لوگوں کے
 دکھانے کے لئے ہوں نہ ان کی وجہ سے
 دل پر تکبر پیدا ہو کہ میں ایسا ہوں اور ایسا
 اور نہ وہ عمل ناقص اور نامکمل ہوں اور نہ
 اس میں کوئی ایسی بدلو ہو جو محبت ذاتی کے
 برخلاف ہو۔ بلکہ چاہئے کہ حقیقی اور قادر
 سے جڑے ہوئے ہوں اور ساتھ اس کے یہ
 ہی چاہئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز
 نہ کرے نہ جانہ کہ آسمان کے ستارے نہ ہوا
 نہ آگ نہ پانی نہ کوئی اور زمین کی چیز سمجھو
 جانتے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی
 جائے اور ایسا ان پر بھروسہ کیا جائے کہ
 گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی محبت
 اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہی ترک
 کی قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کر کے
 یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے
 علم پر کوئی عزت دیکھا جائے اور نہ اپنے علم پر کوئی

(۱) بھلا

بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جلال مجسم اور کامل
سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت
روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اس کے
فیض کو اپنی طرف مہینا چاہے اور اس شخص
کی طرح ہو جائیں کہ جو حق پرست اور بے دست
و پا بھی ہے اور اس کے ساتھ ایک چشمہ نور و سحر
نہایت صافی اور شریں۔ پس اس کے اوٹھان
و خیزاں بہر حال اپنے تئیں اس چشمہ تک پہنچا
دیا اور اپنی ہوں کو اس چشمہ پر رکھ دیا اور چوڑ
نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا۔ اور پھر قرآن میں
ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے
قل هو اللہ احد اللہ الصمد لہ ولد و لہ
یولد لہ دیکھ کہ کھنڈہ کھنڈہ احد۔ یعنی تبار
خدا نہ ہے۔ خدا ہے جو ہی ذات اور صفات میں
واحد ہے نہ کوئی ذات اسکی ذات جیسی الٰہی اور
ادنیٰ یعنی انانیت اور اکال ہے نہ کسی چیز کے صفات
اس کی صفات کے مانند ہیں انسان کا علمی
سلم کا محتاج ہے اور پھر خود ہے مگر اس کا علم
کسی سلم کا محتاج نہیں اور بالآخر غیر محدود
انسان کی شوائی ہوئی محتاج ہے اور محدود ہے
مگر خدا کی شوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود
نہیں اور انسان کی بینائی سورج کی روشنی
رکھتی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی
بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے
ایسا ہی انسان کے پیدا کرنے کی قدرت کسی اور
کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود
ہے لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی اور
کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود
ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند
ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس
کی صفات کی ہی کوئی مثل نہیں۔ اگر ایک مثل
میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص
ہو گا۔ اس لئے اس کی کوئی حید قائم نہیں ہو سکتی
جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنی تمام صفات
میں بے مثل و مانند نہ ہو پھر اس کے آگے
آپ محدود ہوا بالاس کے ہونے میں کہ خدا نہ کسی
کا بھلا ہے اور نہ کوئی اس کا شریک ہے کیونکہ
وہ مبنی بذات ہے اس کو نہ باپ کی حاجت ہے نہ
بھتیگی۔ یہ تو جیہ ہے جو قرآن شریف میں
لکھا ہے جو مدار ایمان ہے اور اعمال کے مستحق
ہے آیت جات قرآن شریف میں ہے۔ ان اللہ
یا صمد العبد والاحسان والافتقار والافتقار
الافتقار والافتقار عن النعمان والمنکر
الافتقار۔ یعنی خدا انہیں حکم دیتا ہے کہ انصاف
کرنا اور عدل پر قائم ہو جاؤ اور اگر اس سے
زیادہ کا بھلا چاہو تو پھر احسان کرو یعنی ایسے
لوگوں سے سلوک اور نیکی کرو جنہوں سے تم سے
کوئی نیکی نہیں کی اور اگر اس سے بھی زیادہ
کام چاہو تو بعض ذاتی مہر و دی سے
اور بعض مہر و جوش سے بغیر نیت کسی شکر یا مہر
ست کرنے کے بھی تو سے نیکی کرو جیسا کہ

اپنے ہی سے فقط طبی جوش سے نیکی کرتی ہے۔
اور فرما کہ خدا تمہیں اس سے منع کرتا ہے کہ کوئی
زیادتی کرے احسان جبکہ دیا ہی مہر و دی کرنے
والے کے کا فر نعمت بنو اور ہی آیتیں تشریح
میں ایک اور مقام میں فرماتا ہے۔ ولعلکم
الطعام علی حبہ و سیکر و قیما و آسوا
انما نطعمکم لوجه اللہ لا فیصل منکم جزاؤ
ولا شکرا۔ یعنی کامل راستہ از جیب ہوں اور
تیموں اور سیروں کو کھانا دیتے ہیں تو تمہیں خدا
کی محبت سے دیتے ہیں نہ کسی اور شخص سے دیتے ہیں
اور وہ انہیں غماظ کر کے کہتے ہیں کہ یہ خدمت
غماظ خدا کے لئے ہے اس کا نام کوئی بدلہ نہیں ہے
اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا شکر کرو۔ اور پھر جزا
جزا کے بارے میں فرمایا جہاں سفینہ سفینہ
ذہن جہاں واصلہ فکرجہ علی اللہ۔ یعنی بدی
کا بہرہ سیرت بدی ہے۔ و انت کے جو فیض دانت
اور آگے کے فیض آنکھ اور گالی کے فیض گالی۔
اور جو شخص معاف کر دے مگر ایسا معاف کرنا
جس کا جھگڑا کوئی اصل ہے نہ کوئی طرازی یعنی جھگڑا
معاف کیا گیا ہے وہ کچھ سہہ جاتا اور بدی
سے باز آ جاتا تو اس شرط سے معاف کرنا انتقام
سے بہتر ہو گا اور معاف کرنے والے کو اس کا بدلہ
ہے گا یہ نہیں کہ ہر ایک فعل بے عمل میں ایک کمال
پر ملنا چاہیے کہ دوسری بھی پھیر دی جائے یہ تو دور
از حکمت ہے اور بعض اوقات بدول سے نیکی
کرنا ایسا مضرب ہو جاتا ہے کہ گویا نیکیوں سے بدی
کی ہے۔ اور پھر فرمایا ادفع بالحق ہی حسن ذلک
واللہ یبذلک وینہ عدل و لا کاذہ و لا و لا
حسب۔ یعنی اگر کوئی جھگڑے سے علی کرے تو اس سے
زیادہ علی کر اور اگر تم ایسا کرے گا تو ما میں تمہارا
اگر کوئی حدوت ہی ہوئی تو وہ ایسی دوستی سے بدی
حاصل ہو گا کہ گویا وہ شخص ایک دست ہی ہے اور شکر
جی ہے۔ اور فرمایا ولا یغتب بضعکم بعضا
یحب احدکم ان یا کل لحد احدہ صیبا
ولا یخیر قوم من قوم عیسے ان ینکحوا خیر
مشھقات الکریم عند اللہ العتقہ و لا
تذاوذا بالکتاب بنی الاسماء المستوفی
بعد الامان ناجتوا الرحمن من کاذبا
وانجبتوا قوی الذور۔ و قولوا قولا سدیداً
واختصموا بحبل اللہ حبیباً۔
یعنی چاہئے کہ ایک تبار دوسرے کا قلمت کرے
کیا تم پسند کرتے ہو کہ وہ دے جہانی کا وقت کھاؤ۔
اور چاہئے کہ ایک قوم دوسری قوم پر ہنس نہ کرے
کہ ہماری کوئی ذات اور ان کی کم ہے۔ ممکن ہے
کہ وہ تم سے پیڑ ہوں اور خدا کے نزدیک تو زیادہ
بزرگ دی ہے جو زیادہ نیکی اور ہر گاہی سے حصہ
لیتا ہے قوموں کا تفرقہ کچھ چیز نہیں ہے اور تم
بڑے ناموں سے جن سے لوگ چڑھتے ہیں یا انکی
تک سمجھتے ہیں ان کو مت چار و درہ خدا کے نزدیک
تھلا نام بڑا ہو گا اور تمہوں سے اور چوٹ
سے ہرگز کر دے دو توں ناپاک ہیں اور جب

بات کرو حکمت اور عقولیت سے کرو۔ اور مومنوں کی
سے ہو کر چاہئے کہ تمہارے تمام احسان اور تمام قوتیں
خدا کی نیک ہوں اور تم سبک ہو کر اس کی امت
میں لگاؤ ہر ایک مقام میں فرمایا لہکم الکتاب
حتی زرقتہ المقابو کلا سوف تعلمون انہ
کلا سوف تعلمون کلا لا یؤخذون علی الیقین
لنرون بحجیم۔ مثلاً تو تمہا میں اللہ تعالیٰ
درمید علی العیون۔ اسے دے لو کہ جو خدا سے
غماظ ہو دنیا میں سے تبس غماظ کیا ہوا تک
کہ تم قرون میں داخل ہو جاتے ہو اور فطرت سے
باز نہیں آتے یہ تمہاری فطرت ہے اور مقرر یہ نہیں
معلوم ہو جائے گا پھر میں کہتا ہوں کہ مقرر یہ نہیں
معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں جتنی غماظ حاصل ہو جاتے
تو تمہارے ذریعہ سے سوچ کر کے اپنے جہنم کو دیکھو
اور نہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری زندگی جیسی ہے
پھر اگر اس سے باز کر نہیں صرفت ہو جاتے
تو تم یقیناً اس کی تلخیت دیکھ لو کہ تمہاری زندگی
جیسی ہے چرہ وقت ہی ہے کہ تم جہنم میں جو سے
جاؤ گے اور ہر ایک عیاشی اور بے احتیاسی سے بچو
چاؤ گے جیسے خدایں ماموز ہو کر حق الیقین تک
پہنچ جاؤ گے۔ سن آیات میں اس بات کی طرف اشارہ
ہے کہ یقین میں تم کو ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ بعض علم
اور قیاس سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ کوئی دور سے
دیکھو دیجئے اور قیاس اور عقل کو دخل دیکھو کہ
کہ اس عاجز و زوال ہوئی۔ اور پھر دوسری چیز یقین
کی ہے کہ اس آگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو
پھر میری تم یقین کی یہ ہے کہ شکر اس آگ میں باقی
گواں دے اس کی قوت افرات سے مزہ چکھو
سے جس سے تین تمہیں ہوں۔ علم الیقین۔
حق الیقین۔ حق الیقین۔ اس آیت میں خدا
تعالیٰ نے ہمہایا کہ تمام اوقات انسان کی خدا تعالیٰ
کے قرب اور محبت میں ہے۔ اور جب اس سے محبت
تو کر دنیا کی طرف چلے تو پھر بھی زندگی ہے اور اگر
میں زندگی پر آخر کار ہر ایک شخص اطلاع پالیتا ہے
اور اگر اس وقت چل جائے جب کہ دعوہ الود
مستل اور دنیا کے تعلقات کو چھوڑ کر مرنے لگے
اور پھر دوسری حکم الہ تعالیٰ قرآن شریف میں
فرماتا ہے ولین خاف مقامہ دیکہ جنات
یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے مقام اور عزت کو یاد
کرے اور اس بات سے ڈر کر کہ ایک دن خدا کے
مقدم میں پوچھا جائے گا۔ گنہگار ہو کر رہے ہو
دو بیت چھوڑے۔ (۱) اول ای دنیا میں رہتی
زندگی اس کو عطا کیا جائے گی اور ایک پاک بیٹی
اس میں پیدا ہو جائے گی۔ اور خدا اس کا مشی اور
تکلف ہو گا دوسرے مرنے کے بعد جو اوّلیٰ بیٹی
اس کو عطا کیا جائے گا۔ یہ اس لئے کہ وہ خدا سے
ڈرا اور اس کو دنیا پر اور نعمانی جنات پر مقدم
کر لیا۔ پھر ایک اور جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے
انما عند اللہ کافرنین سلاسل و اعنکلا
و صیوا۔ ان الاہوا دیشیوں میں کاہن کلان
من جہا کا خور۔ عینا بشر ب ہما کبدا اللہ

یعنی تمہا کھنڈا۔ و یقین فیہا کاسا
کاف من احما زنجیرا عینا۔ یعنی
سلسلہ سبیل یعنی ہم نے کافروں کے لئے جوہری
محبت دل میں نہیں رکھی اور دنیا کی طرف چلے ہوئے
ہیں۔ نیز اور مرقی کردن اور دل کے چھلکے سامان
تیار کر رکھے ہیں۔ اور دنیا کی محبت کی ان کے ذہن
میں زنجیریں ہیں اور گردلوں میں ترک خدا کا ایک
فوق ہے جس سے سزا عطا کر اور کو نہیں دیکھ سکتے
اور دنیا کی طرف چلے جاتے ہیں اور دنیا کی خواہشوں
کی ہر وقت ان کے دلوں میں ایک جلن ہے۔ مگر
وہ جو نیکو کار ہیں۔ وہ اکی دنیا میں ایسا کا فوری
شریت پی رہتے ہیں جس نے ان کے دلوں میں
سے دنیا کی محبت کھنڈی کر دی ہے اور دنیا بھی
کی پیاس کھادی ہے کا فوری شریت کا ایک چلہ
ہے جو ان کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس چشمہ
کو چھوڑ کر نہری صورت پر کر دیتے ہیں۔ تادہ
نزدیک اور دور کے پیاسوں کو اس شریک کر دیتے
اور جب وہ چشمہ نہری صورت پر آ جاتا ہے اور قوت
ایمانی بڑھ جاتی ہے اور محبت الہی شرمایا نے
لگتی ہے تب ان کو ایک اور شریت عطا کیا جاتا ہے
جو کہیں شریت کہلاتا ہے۔ یعنی پیسے تو وہ کا فوری
شریت پیتے ہیں جس کا کام صرف اس قدر ہے کہ دنیا
کی محبت ان کے دلوں سے کھنڈی کر دے۔ پھر
بعد اس کے وہ ایک گرم شریت کے ہی مقام ہیں
تاکہ خدا کی محبت کی گرمی ان میں بھرنے لگی ہو
جی کا ترک کرنا کمال نہیں ہے پس کسی کلام
زنجیر شریت ہے۔ اور اس چشمہ کا نام سلسلہ ہے
جس کے سنی میں کہ خدا کی راہ پر چھو اور پھر
مقام میں فرمایا قد اطمین ذلک ما قد خفایا
من دستہا۔ یعنی نفسانی گرفتاریوں سے وہ
شخص نجات پا گیا اور یہی زندگی کا مالک ہو گیا۔
جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور ناکام اور نامراد
رہا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو زمین میں دھنسا لیا
اس کی طرف رخ نہ کیا اور جو کہ یہ مقامات صرف
انسانی ہی سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے
عاجز قرآن شریف میں دعا کی ترغیب دیتی ہے
جیسا کہ وہ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم یعنی دعا
کر میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اور پھر فرمایا
واذا استنکعبا عبادی عنی فانی قریب
اجیب دعوتہ اذا دعان۔ یعنی میں
و لیومونی لعلہم و شدون جیسے اگر کسی نے
میرے وجود سے سوال کریں کہ کہیں اس کی پستی
ثابت ہے۔ اور پھر فرمایا چاہئے کہ خدا سے تو
اس کا جواب یہ ہے کہ میں بہت ہی نزدیک ہوں
میں اپنے چارنے والے کو جواب دیتا ہوں اور میرے
وہ کچھ چاہتا ہے تو میں اس کی آواز سنتا ہوں
اور اس سے ہم علم ہوتا ہوں۔ پس چاہئے
کہ اپنے تئیں ایسے بناویں کہ میں اس سے مل سکوں
ہو سکوں اور میرے ہر کمال ایمان ملاویں۔ تا ان کہ
میری راہ لے۔ اور پھر فرمایا ہے۔ والذین
جاہلہا فینا کلمہ من کلمہ سبیلنا من جہل

